المدخل

إلى

علم القراءات والقصيدة الشاطبية

www.KitaboSunnat.com

وفقا للمنهج المقرر على طلاب السنة الأولى

بقسم القراءات بكلية القرآن الكريم

ترتيب

خادم القرآن والقراءات:

محمد ابراهيم مير محمدي عفى الله عنه

كلية القرآن الكريم والعلوم الإسلامية

٩١ - بابر بلاك، نيو كاردن تاؤن، لاهور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مبادی علم قرآءت

تعریف:

قراءت اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق و اختلاف معلوم ہو جو نبی کریم ﷺ سے سن لینے کی بناء پر ہے، اپنی رائے کی بناء پر نہیں۔

موضوع:

قراءت کا موضوع کلمات قرآنی ہیں، کیونکہ اس علم میں ان کلمات ہی کے تلفظ کے حالات سے بحث کی جاتی ہے۔

ثمرہ:

قراءت کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے قرآن مجید تحریف و تغیر اور غلطی سے محفوظ رہتا ہے اور ائمہ کی تمام قرآءات بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔

واضع:

اس کے واضع قراءت کے ائمہ ہیں۔ کیونکہ اس کو انہیں حضرات نے مرتب کیا ہے، اور بعض کے قول پر ابو عمر حفص بن عمر دوری ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

استمداد:

اس کا ماخذ اور سہارا ائمہ کی ان صحیح اور متواتر نقلوں سے ہے جو ان کو نبی کریم ﷺ سے پہنچی ہیں یعنی کسی کا ایجاد کیا ہوا نہیں ہے۔

حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا سیکھنا اور سکھانا واجب علی الکفایہ ہے۔ پس اگر کوئی نہ سیکھے گا تو سب گنہگار ہوں گے۔

ضابطہ قراءت

ائمہ قراءت کے تلامذہ اور پھر ان کے بے شمار شاگرد تھے ان میں تو بعض وہ تھے جو نہایت ضابط اور کامل تھے ان کا حافظہ حد درجہ قوی تھا۔ نیز بے حد محتاط تھے اور بعض ایسے تھے جن میں کسی وصف کی کمی تھی اس لئے اختلاف ظہور میں آنے لگا اور اندیشہ پیدا ہوا کہ حق و باطل اور صحیح و غلط میں امتیاز نہ رہے۔ چنانچہ علماء محققین و ماہرین نے اس خطرہ کو محسوس کیا، انہوں نے حروف کی تحقیق کی، طرق و روایات کو اچھی طرح جانچا پرکھا، متواتر، آحاد اور شاذ کو ایک دوسرے سے ممتاز کیا، اور فرق و امتیاز کے لئے کچھ اصول و ارکان تعین کئے۔ وھو ھذا۔

(۱)۔ نحوی وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے موافق ہو، نحوی موافقت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی لفظ یا جملے میں قواعد نحوی کے اعتبار سے متعدد وجوہ ہوں تو قراءت ان میں سے کسی ایک وجہ کے موافق ہو۔

(۲)۔ مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کی رسم کے مطابق ہو، خواہ مطابقت ظاہراً ہو یا احتمالاً اور تقدیراً۔

رسم عثمانی کی مطابقت سے مراد یہ ہے: کہ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف لکھوائے تھے ان میں سے کسی ایک مصحف میں وہ قراءت لکھی ہوئی ہو، گو سب میں نہ ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور مطابقت احتمالی اور تقدیری سے مراد یہ ہے: کہ کسی معقول علت اور حکمت کی بناء پر کلمہ کی رسم اس کے تلفظ کے خلاف دوسری طرح ہو، پس اس حکمت کے سبب اس رسم کو حکماً موافق ہی سمجھا جاتا ہے۔ جیسے ملک، تمام مصاحف میں بلاالف مرسوم ہے، پس قراءت حذف صریحاً اور قراءت الف احتمالاً موافق ہے۔

(۳)- صحیح اور متصل سند سے ثابت ہو یعنی اس کی سند نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہو، سنداً صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس قراءت کا راوی خود بھی عادل ہو، اور معتبر ضابط اور قوی الحافظہ ہو، اور مروی عنہ بھی ایسا ہی ہو اور آخر سند تک جملہ رواۃ کا یہی حال ہو، نیز وہ قراءت اس فن کے ضابط ائمہ کے نزدیک مشہور ہو اور وہ اسے صحیح سمجھتے ہوں۔ پس جو قراءت ان ارکان ثلاثہ کے موافق ہوگی وہ صحیح ہوگی اور اس کا قبول کرنا مسلمانوں پر واجب ہے اور اس کا رد و انکار حرام ہے۔ کیونکہ اس قراءت کے قرآن ہونے میں شک نہیں ہے۔

اور اگر کوئی رکن نہ پایا جائے تو پھر وہ قراءت ضعیف، شاذ یا باطل ہے سلف اور خلف میں تمام محققین اس تعریف کو صحیح مانتے ہیں، لیکن بعض متاخرین نے اس میں تواتر کی شرط لگائی ہے، سند کی صحت کو کافی نہیں سمجھا۔ ان کا خیال یہ ہے کہ قرآن تواتر ہی سے ثابت ہوتا ہے، بلکہ سید علی نوری الصفاقسی مصری نے "غیث النفع" میں تواتر کی شرط نہ لگانے کا بڑی شدت کے ساتھ رد کیا ہے، لکھتے ہیں: یہ بدعت ہے جس سے غیر قرآن، قرآن سے مساوی ہو جاتا ہے۔

قراءت کا مدار نقل پر ہے

قراءت میں قیاس کا کوئی دخل نہیں، فقہی قیاس اور اجتہادی رائے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس چیز پر بہت زور دیا ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علیؓ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: تم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام نافع (و ۷۰ھ م ۱۶۹ھ) اور امام ابو عمرو (و ۶۸ یا ۸۹ھ م ۱۵۴ھ یا ۱۵۵ھ) کا ارشاد ہے کہ اگر یہ پابندی نہ ہوتی کہ جس طرح ہم نے پڑھا ہے اسی طرح پڑھیں تو ہم فلاں حرف کو اس طرح اور فلاں حرف کو اس طرح پڑھتے۔

علامہ شاطبہ (و ۵۳۸ھ م ۵۹۰ھ) قصیدہ شاطبیہ لامیہ میں "باب مذاھبھم فی الراءات" کے تحت شعرہ ۳۵۴ میں فرماتے ہیں:

وَمَا لِقِيَاسٍ فِي الْقِرَاءَةِ مَدْخَلٌ :. فَدُونَكَ مَا فِيهِ الرِّضَا مُتَكَفِّلَا

یعنی قراءت میں قیاس کا کوئی دخل نہیں، ناقلین سے جو کچھ پہنچا ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے، اسی پر قائم رہنا چاہیے اسی میں رضاء الٰہی ہے۔

فقہاء اور قراء کے اختلاف میں فرق

فقہاء کا اختلاف اجتہادی ہوتا ہے اور قراء کا روایتی اسی وجہ سے فقہ کی اختلافی وجوہ میں سے واقع میں ایک صحیح، حق و درست ہے اور ہر مذہب دوسرے کی نسبت درست ہے۔ لیکن احتمال خطا رکھتا ہے، برخلاف اس کے قراءت کی اختلافی وجوہ میں سے ہر ایک صحیح، حق، منزل من اللہ اور کلام الٰہی ہے، جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اعتقاد ہے کہ جس صحابی یا تابعی کی طرف اس وجہ کی نسبت ہوتی ہے اس نے اس کو اسی طرح پڑھا تھا، اپنے لئے لازم کر رکھا تھا، اور وہ اس کے لئے اضبط و اقراء تھا۔

آئمہ سبعہ کی طرف انتساب قراءت کی وجہ

یہاں چند ایک سوال پیدا ہوتے ہیں:

(۱) یہ کہ جب قراءت کی تمام وجوہ کا سرچشمہ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے اور جملہ قراءات منزل من اللہ ہیں تو پھر قراءت کی نسبت آپ ہی کی طرف کیوں نہ کی گئی؟ اور مثلاً نافع مدنی اور ابن کثیر مکی کی قراءت کیوں کہتے ہیں۔

(۲) یہ کہ اس نسبت کو ایک معین جماعت کے ساتھ خاص کر دینے کی کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے جب کہ خود ان کے زمانہ میں اور ان سے پہلے اور ان کے بعد اور حضرات بھی فن کے جاننے والے تھے۔

(۳) یہ کہ قریب زمانہ والوں کو چھوڑ کر ان کی طرف نسبت کرنے کی کیا وجہ ہے جن کا زمانہ آنحضور ﷺ سے دور ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلاف کرام کو قرب الٰہی کی دولت بدرجہ کمال حاصل تھی، جس کی برکت سے ان کی ہمتیں عالی اور حوصلے نہایت بلند تھے، وہ قرآن و حدیث کے لفظی و معنوی تمام علوم کے جامع تھے، وہ قاری بھی تھے اور مفسر بھی، ائمہ بھی تھے اور غازی بھی، مجاہد بھی تھے اور زاہد بھی، متقی بھی تھے اور عابد بھی۔۔۔ پھر بعد کے لوگوں میں چونکہ قرب کے درجہ میں کمی آگئی اس لئے ان کے حوصلے بھی اس قدر فراخ نہ رہے۔۔۔۔ ان حضرات نے اپنی اپنی استعداد اور فہم کے مطابق ایک ایک علم کو اختیار کیا اور اس میں ماہر بن گئے کوئی قراءت کی طرف مائل ہوا، کوئی تفسیر کی طرف، کسی نے حدیث میں کمال حاصل کیا، کسی نے فقہ میں، کوئی صرفی بن گیا، کوئی نحوی بن گیا اور بعض خلوت نشین درویش بن گئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جب ان ائمہ سبعہ کا دور آیا تو چونکہ انہوں نے خود کو اسی فن کے لئے فارغ کر لیا تھا اور عوام و خواص سب ان پر اعتماد کرتے تھے اس لئے اب قراءت کی نسبت ان حضرات کی طرف ہونے لگی، گویا کہ قراءت کی نسبت ان کی طرف ملازمت اور دوام کی وجہ سے کی جانے لگی نہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنی رائے، اجتہاد اور اختراع سے یہ قراءت تجویز کرلی تھی۔

نیز اس وقت حالت یہ تھی کہ صدر اول جو عروج علمی کا زمانہ تھا وہ دور ہو چکا تھا۔ اس فن کی طرف توجہ میں کمی اور ہمتوں میں ضعف آگیا تھا اور یہ احساس شدید ہو رہا تھا کہ ان حضرات کے بعد اس فن کے اتنے بڑے عالم پیدا نہ ہو سکیں گے اس لئے اس وقت کے بڑے بڑے علماء نے فن قراءت کی امامت کا منصب ان ہی حضرات کے سپرد کیا اور انہیں امام مان کر خود ان کے مقلد بن گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدور (۱) سبعہ اور ان کے رواۃ و طرق (۲) کا نقشہ

عدد	امام	راوی اول	طریق	راوی دوم	طریق
۱	نافع مدنیؒ	قالون	ابو نشیط	ورش	ازرق
۲	ابن کثیر مکیؒ	بزی	ابو ربیعہ	قنبل	ابن مجاہد
۳	ابو عمرو بصریؒ	دوری	ابو الزعراء	سوسی	ابن جریر
۴	ابن عامر شامیؒ	ہشام	حلوانی	ابن ذکوان	اخفش
۵	عاصم کوفیؒ	شعبہ	یحییٰ	حفص	عبید
۶	حمزہ کوفیؒ	خلف	ادریس حداد	خلاد	ابن شاذان
۷	کسائی کوفیؒ	ابو الحارث	محمد بن یحییٰ	دوری	ابو الفضل نصیبی

بدور سبعہ اور ان کے رواۃ کی موجودہ ترتیب

قراء سبعہ اور ان کے رواۃ کی یہ ترتیب جو بیان ہوئی، ابوبکر ابن مجاہدؒ کے

---

(۱)۔ علامہ شاطبیؒ (صاحب قصیدۂ شاطبیہ) نے قراء کے لئے "بُدُور" اور رواۃ کے لئے "شُہُب" لفظ استعمال کیا ہے۔ بدور: چودھویں رات کے چاند شہب: روشن ستارے۔

(۲)۔ طرق جمع ہے طریق کی، طریق ان حضرات کو کہتے ہیں جن سے راوی کی روایت کی اشاعت ہوئی ہو یعنی راوی کے شاگرد کو طریق کہتے ہیں۔ روایت کی نسبت راوی کی طرف اور قراءت کی نسبت امام اور قاری کی طرف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر عاصم کی قراءت اور حفص کی روایت اور ابن صباح النہشلی کا طریق کہا جاتا ہے۔ ان طرق میں سب کے سب ثقات اور معتبر ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان کے مطابق ہے، ورنہ بلحاظ شیوخ و طبقات، ترتیب اس طرح پر ہے:

۱۔ امام ابن عامر شامی تابعیؒ (ایک واسطہ)

۲۔ امام عاصم کوفی تابعیؒ (ایک واسطہ)

۳۔ امام ابن کثیر مکی تابعیؒ (دو واسطہ)

۴۔ امام نافع مدنی تابعیؒ (تین واسطہ)

۵۔ امام ابو عمرو بصریؒ (تین واسطہ)

۶۔ امام حمزہ زیات کوفیؒ (چار واسطہ)

۷۔ امام ابوالحسن علی کسائی کوفیؒ (چار واسطہ)

نیز یہ کہ ابن مجاہدؒ اور علامہ دانیؒ وغیرہ نے قنبل (مکی کے راوی) کو بزی سے، ابن ذکوان (شامی کے راوی) کو ہشام سے اور دوری علی (کسائی کے راوی) کو ابوالحارث سے پہلے بیان کیا ہے، باقی میں موافق ہیں۔

ابن مجاہدؒ اور شاطبیؒ کی پیروی میں چوتھی اور چھٹی صدی سے اکثر مصنفین اور اہل ادا اسی ترتیب پر عمل پیرا رہے ہیں، لیکن یہ ترتیب نہ واجب ہے نہ مسنون، قاری جس کو چاہیے مقدم و موخر کر سکتا ہے، مگر جمع پڑھتے ہوئے کسی ایک ترتیب پر رہنا چاہئے تاکہ غلطی نہ ہو، اور مناسب یہ ہے کہ اسی مذکورہ ترتیب پر رہے۔ ایجاد کی ضرورت نہیں۔

نوٹ:

علامہ شاطبیؒ نے جن رواۃ کا ذکر کیا ہے ان کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ راوی جنہوں نے امام سے براہ راست روایت حاصل کی جیسے قالون اور ورش نے امام نافع سے۔ اور شعبہ و حفص نے امام عاصم سے۔ اور ابوالحارث و دوری کسائی نے امام علی کسائی سے۔

(۲) وہ راوی کہ ان کے اور ان کے امام کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ ہیں دوری بصری و سوسی، کہ ان کے اور ان کے امام ابو عمرو بصری کے درمیان ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ یزیدی کا واسطہ ہے۔ اسی طرح خلف و خلاد اور ان کے امام حمزہ کے درمیان شیخ سلیم واسطہ ہیں۔

(۳) وہ کہ ان کے اور امام کے درمیان ایک سے زیادہ واسطے ہیں اور وہ ہیں بزی و قنبل اور ہشام و ابن ذکوان۔ کہ بزی و قنبل اور ان کے امام ابن کثیر مکی کے درمیان، اسی طرح ہشام و ابن ذکوان اور ان کے امام عبداللہ بن عامر کے درمیان ایک سے زیادہ واسطے ہیں۔

بدور سبعہ اور ان کے رواۃ و طرق کے مختصر حالات

متواترہ قراء تیں دس ہیں ان میں سے سات بہت زیادہ مشہور ہیں اور منقول ہیں سات ائمہ سے۔ علامہ دانیؒ وغیرہ نے ان ائمہؒ کے رواۃ میں سے دو دو راویوں کی روایات بیان کی ہیں اور اس وقت سے یہی رواج ہے کہ ہر امام سے دو دو روایتیں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ چونکہ علامہ شاطبیؒ کی کتاب میں بھی ائمہ سبعہؒ کی قراءات ان کے مشہور راویوں کی روایات پر بیان ہوئی ہیں لہٰذا ہم بغرض تعارف ہر ایک قاری و راوی کے مختصر حالات بیان کرتے ہیں اور اسی طرح ان طرق کے حالات بھی جن کو ناظم نے "تیسیر" پر اعتماد کرتے ہوئے ترک کر دیا ہے۔ واللہ الموفق للصواب

بدر اول

امام نافعؒ مدنی

آپ کا نام نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم مدنی، کنیت ابو رویم اور لقب امام دارالہجرت ہے۔ مدینہ منورہ میں فن قراءت و رسم الخط میں آپ امام الکل تھے۔ ابن مجاہدؒ کی بیان کردہ ترتیب میں یہ ائمہ سبعہ میں سے پہلے امام ہیں، امام نافع کے منہ سے بوقت کلام مشک کی خوشبو آتی تھی، لوگوں کے دریافت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا! میں خوشبو کے قریب بھی نہیں جاتا بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں دیکھا کہ میرے منہ سے اپنا دہن مبارک ملا کر قرآن پڑھ رہے ہیں، یہ خوشبو اسی وقت سے آتی ہے۔ اسی وقت سے آپ "کَرِیمُ الرّیحَانِي الطّیِّبِ" سے مشہور ہوئے۔ آپ نے ستر تابعین سے قرآن پڑھا، تابعین کے بعد فن قراءت میں آپ ہی پر اجماع تھا۔ صحابہؓ میں سے حضرت طفیلؓ اور حضرت ابن ابی انیسؓ کی زیارت کی ہے۔

راوی اول:

قالون۔ ابو موسیٰ عیسیٰ بن مینا مدنی ہیں۔ نام عیسیٰ اور لقب قالون ہے، رومی لغت میں قالون جید اور عمدہ کو کہتے ہیں، آپ جودت قراءت کی وجہ سے اس لقب سے مشہور ہوئے۔ امام نافع کے بعد مدینہ کے آپ ہی امام القراء ہوئے۔ (و۱۲۰ھ م ۲۲۰ھ)

طریق قالون:

ابو نشیط۔ ابو جعفر محمد بن ہارون بن ابراہیم الربعی بغدادی بزاز۔ مشہور محدث و محقق۔ ثقہ۔ ضابط۔ صدوق اور قالون کے اجل تلامذہ میں سے تھے شوال ۲۵۸ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

راوی دوم:

ورش۔ ابو سعید عثمان بن سعید مصری ہیں۔ نام عثمان اور کنیت ابو سعید ہے۔ ورش لغت میں ابیض اللون کو کہتے ہیں۔ امام نافع ان کو خوبصورت اور سپید رنگ ہونے کی وجہ سے ورش فرمایا کرتے تھے۔ پیدائش مصر ۱۱۰ھ، وفات مصر ۱۹۷ھ۔

طریق ورش:

ازرق: ابو یعقوب یوسف بن عمر بن یسار الازرق مدنی ثم المصری محقق۔ ثقہ۔ ضابط اور صاحب اتقان تھے۔ حضرت ورش کے پاس رہتے تھے۔ بیس مرتبہ تحقیق و حدر کے ساتھ ورش سے قرآن پڑھا۔ خود فرماتے ہیں۔ "جب میں آپ کے پاس مقیم تھا تو تحقیق و ترتیل سے پڑھتا تھا اور جب آپ کے ساتھ اسکندریہ گیا تو حدر سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ورش کے جانشین و خلیفہ آپ ہی بنے تھے۔ خزاعی کہتے ہیں "اہل مغرب آپ کے سوا روایت ورش کا کوئی طریقہ ہی نہیں جانتے تھے۔ ۲۴۰ھ کے قریب وفات پائی۔

بدر ثانی

امام ابن کثیر مکیؒ

آپ کا نام عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن فاذان مکی جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو سعید ہے اور ابن کثیر سے مشہور ہیں آپ کی قراءت صرف دو واسطوں سے نبی ﷺ تک پہنچتی ہے۔ نیز آپ نے صحابی حضرت عبداللہ بن سائب مخزومیؓ سے قرآن پڑھا ہے۔ اسی لئے آپ کو (کَاثِرًا لِقَوْمٍ) کہا ہے۔ پیدائش مکہ ۴۵ھ، وفات ۱۲۰ھ۔

راوی اول :

بزی۔ ابوالحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی بزہ ہیں۔ نام احمد اور کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ بزی کے نام سے مشہور ہیں۔ استاذ ضابط و محقق، مسجد حرام کے موذن بھی تھے، آپ کی روایت امام ابن کثیر تک دو واسطوں سے پہنچتی ہے پیدائش ۱۷۰ھ اور بقول دانی و ملا علی قاری وفات ۲۴۰ھ مکہ میں ہوئی۔

(ف) :

علامہ ابو عمرو دانیؒ "تیسیر" میں قنبل کو بزی سے پہلے لائے ہیں اور علامہ شاطبیؒ نے اس کے برعکس کیا ہے۔

اس کی تین وجوہ ہیں :

(۱) بزی اور امام ابن کثیرؒ کے درمیان واسطے کم ہیں۔

(۲) بزی قنبل کے استاذ ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳) بزی عالم حدیث بھی ہیں۔

طریق بزی:

ابو ربیعہ۔ محمد بن اسحاق بن وھب ربعی۔ مکی۔ ثقہ۔ ضابط۔ صاحب اتقان۔ عادل اور جلیل القدر قاری تھے۔ بزی کے بعد مسجد حرام کے موذن مقرر ہوئے۔ رمضان ۲۹۴ھ میں مکہ میں وفات پائی۔

راوی دوم:

قنبل۔ ابو عمرو محمد بن عبدالرحمن ہیں۔ نام محمد اور کنیت ابو عمرو ہے۔ اہل مکہ کا بزی کے بعد آپ ہی پر اجماع ہوا۔ آپ بھی مکی ہیں، قنبل آپ کا لقب ہے اور اسی سے مشہور ہوئے۔ قنبل لغت میں مضبوطی کو کہتے ہیں۔ آپ کی روایت امام ابن کثیر تک چار واسطوں سے پہنچتی ہے۔ پیدائش ۱۹۵ھ، وفات ۲۹۱ھ۔

طریق قنبل:

ابن مجاہد"۔ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن عباس ابن مجاہد بغدادی ۲۴۵ھ میں پیدا ہوئے حصول قراءت میں اتنی سعی کی کہ روئے زمین پر یگانہ روزگار بن گئے۔ تین سو متعدد حاضر درس ہوتے تھے۔ ۸۴ خلفا تھے۔ مبتدی پہلے ان سے پڑھتے تھے پھر آپ کے سامنے حاضر ہوتے تھے۔ علامہ دانی" کہتے ہیں کہ "علم و فضل۔ فہم و ادراک اور صدق لہجہ میں تمام معاصرین سے فائق تھے" سبعہ مشہورہ کو سب سے پہلے آپ ہی نے مشہور کیا ہے۔ امام النحو علامہ ثعلب جو آپ کے شیخ ہیں کہتے ہیں "ہمارے زمانہ میں کتاب اللہ کا ابن مجاہد" سے زیادہ کوئی عالم نہیں ہے" صرف ابن عبدوس" سے ۲۰ مرتبہ قرآن پڑھا۔ ۱۹ شعبان ۳۲۴ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ امام عبیداللہ زہری" کہتے ہیں "میرے والد نے رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے حامل کتاب اللہ فوت ہو گیا صبح کو آپ کی وفات معلوم ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدر ثالث

امام ابو عمرو ابن العلاء بصری

ابو عمرو بن العلاء بن عمار البصری المازنی آپ کے نام کے بارے میں تمیں اقوال آتے ہیں، صحیح تر یہ ہے کہ آپ کا نام زبان ہے اور کنیت ابو عمرو ہے، اسی سے مشہور ہیں ائمہ قراءت میں سب سے زیادہ شیوخ سے استفادہ کیا۔ قراءت کے علاوہ نحو و بلاغت کے بھی امام ہیں۔ آپ کے اجداد سب کے سب خالص عرب ہیں پیدائش ۶۸ھ وفات کوفہ میں ۱۵۴ھ

(ف):

قراء سبعہ میں سے بقول اکثر صرف دو امام، ابو عمرو بصری اور ابن عامر شامی خالص قبائل عرب سے ہیں۔ اول مازنی اور دوسرے یحصبی۔ باقی سب عجمی ہیں۔ اور نافع و عاصم و کسائی بالاتفاق عجمی النسل ہیں۔ امام ابن عامر شامی کو یحصبی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ یمن کے قبیلہ یحصب سے تعلق رکھتے تھے۔

اور قبائل عرب سے موالات و تعلق تین قسم پر ہے:

(۱) وَلَاءِ عِتَاقَہ: یعنی آباؤ و اجداد غلام عرب ہوئے اور آزاد ہو کر عرب میں گھل مل گئے۔

(۲) وَلَاءِ مُوالات: یعنی ایک قبیلہ عرب کا دوسرے قبیلہ عرب کو اپنی امان و پناہ دینا۔

(۳) وَلَاءِ عَجَم: یعنی عجمی الاصل خاندان کا عرب میں آباد ہو کر مخلوط بالعرب ہو جانا جیسے امام ابو حنیفہ"۔

قصیدہ شاطبیہ میں صرف تیسری قسم مراد ہے۔ کیونکہ دوسری قسم خالص عرب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے منافی نہیں، اور پہلی قسم تاریخی اعتبار سے کسی بھی امام قراءت کے لئے ثابت نہیں۔

یحییٰ یزیدی :

امام ابو محمد یحییٰ بن مبارک بن مغیرہ مصری نحوی، بغدادی المعروف بہ یزیدی امام ابو عمرو بصری کے رواۃ میں نہایت قوی الحافظہ تھے۔ آپ یزید بن منصور کے ہم نشین اور ان کے لڑکوں کے استاذ تھے اس لئے یزیدی کے لقب سے مشہور ہوئے، زبردست علم وفضل کے مالک تھے۔ (و ۱۲۸ھ م ۲۰۲ھ)

امام ابو عمرو بصری کی قراءت جن دو راویوں سے شائع ہوئی وہ یہ ہیں :

راوی اول :

دوری۔ ابو عمرو حفص بن عمر النحوی ہیں نام حفص بن عمر بن عبد العزیز اور کنیت ابو عمر ہے اور دور : بغداد کے مضافات میں جانب شرق ایک مقام ہے آپ وہیں کے رہنے والے تھے اس لئے دوری سے مشہور ہوئے۔ آپ نے یحییٰ یزیدی سے (جو ابو عمرو بصری کے تلمیذ ہیں) قراءت پڑھی اور اپنے زمانہ کے امام القراء بنے۔ سب سے پہلے قراءت آپ نے جمع کی اور اس فن میں کتاب لکھی۔ پیدائش ۱۵۰ھ، وفات ۲۴۶ھ

طریق دوری :

ابو الزعراء۔ عبد الرحمٰن بن عبدوس ہمدانی۔ ثقہ۔ ضابط اور محقق قاری تھے۔ علامہ دانی" کہتے ہیں" دوری کے تلامذہ میں اکبر۔ اجل اور اوثق تھے" ۲۸۰ھ کے بعد وفات پائی۔

راوی دوم :

سوسی۔ ابو شعیب صالح بن زیاد ہیں۔ نام صالح اور کنیت ابو شعیب ہے۔ سوسی کے لقب سے مشہور ہیں۔ سوس : آپ کا پیدائشی وطن ہے جو اہواز کے علاقہ میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ کے اور امام ابو عمرو بصری کے مابین بھی صرف ایک واسطہ یزیدی کا ہے (ولد غالبا ۱۷۱ھ م ۲۶۱ھ)

طریق سوسی:

ابن جریر۔ ابو عمران موسیٰ بن جریر رقی ضریر نحوی۔ ادغام و عربیت کے ذی بصارت امام و ماہر، سوسی کے ممتاز شاگرد، ان گنت تلامذہ کے شیخ اور صاحب وقار و حرمت بزرگ تھے۔ ۳۱۶ھ میں وفات پائی۔

بدر رابع

امام ابن عامر شامیؒ

عبداللہ بن عامر بن یزید بن ربیعہ یحصبی، آپ کی کنیت ابو نعیم یا ابو عمران ہے، ابن عامر سے مشہور ہیں، امام کبیر اور جلیل القدر تابعی ہیں دمشق میں جامع اموی کے خطیب، قاضی شہر اور مسند قراءت کے امام تھے۔ حضرت عثمانؓ سے اور دیگر حضرات سے بھی قراءت حاصل کی۔ آپ اور آنحضور ﷺ کے مابین صرف ایک واسطہ ہے، آپ آنحضور ﷺ کی وفات سے ۲ سال قبل قریہ جانیہ میں (و ۲۱ھ م ۱۱۸ھ)

راوی اول:

ہشام۔ بن عمار بن نصیر، ابو الولید، السلمی الدمشقی ہیں۔ آپ کے اور امام ابن عامر کے مابین صرف ایک واسطہ، یحییٰ بن حارث زماری کا ہے۔ دمشق کے شیخ القراء خطیب محدث اور مفتی تھے، پیدائش ۱۵۳ھ، وفات ۲۴۵ھ)

(ف):

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابو عمرو دانی صاحب "تیسیر" اور ابن مجاہدؒ نے ابن ذکوان کو ہشام پر مقدم کیا ہے، لیکن علامہ شاطبیؒ نے ہشام کے مشہور فی الحدیث ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف کیا ہے۔

طریق ہشام :

حُلوانی۔ ابوالحسن احمد بن یزید استاذ کبیر۔ ثقہ۔ ضابط۔ صاحب اتقان۔ امام القراءت۔ عارف روایات۔ علی الخصوص قالون و ہشام کی روایات کے ماہر کامل تھے۔ قالون سے پڑھنے کے لئے دو مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے ۲۵۰ھ میں حلوان میں وفات پائی۔

راوی دوم :

ابن ذکوان۔ ابو عمرو عبداللہ بن احمد بن شیرین ذکوان القرشی ہیں، آپ ابن ذکوان سے مشہور ہیں۔ یہ آپ کے پردادا کا نام تھا۔ آپ کے اور امام ابن عامر کے مابین دو واسطہ ہیں۔ آپ جامع دمشق میں جمعہ کے سوا پنجگانہ کے امام تھے۔ ہشام کے بعد آپ ہی شیخ القراء قرار دیئے گئے۔ پیدائش ۱۷۳ھ، وفات ۲۴۲ھ)

طریق ابن ذکوان :

اخفش۔ ابوعبداللہ ہارون بن موسیٰ ابن شریک تغلبی۔ دمشقی۔ نحوی۔ مقری۔ ثقہ۔ ضابط اور شیخ القراءت تھے۔ ابو علیؒ اصفہانی کہتے ہیں۔ "اخفش" صاحب علم و فضل تھے" قراءت و عربیت میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ابن ذکوان کے بعد آپ ہی جانشین ہوئے ۲۹۲ھ میں بعمر ۹۲ سال وفات پائی۔

بدر خامس

امام عاصم کوفیؒ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر عاصم بن ابی النجود اسدی کوفی، آپ قرآن، حدیث، نحو، لغت اور فقہ کے امام اور جلیل القدر نامی ہیں۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی کے جانشین اور حارث بن حسان کے صحبت یافتہ تھے، آپؒ نے حضرت علیؓ، ابی بن کعبؓ، ابن مسعودؓ اور زید بن ثابتؓ سے بھی قرآن پڑھا ہے اسی طرح آپ کے اور آنحضور ﷺ کے مابین صرف ایک واسطہ ہے۔ پیدائش ...... وفات ۱۲۷ھ کے اواخر میں ہوئی۔

راوی اول :

شعبہ۔ ابوبکر بن عیاش بن سالم اسدی ہیں۔ شعبہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے نام میں تیرہ اقوال ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بڑے امام، عالم، عامل اور آئمہ اہل السنت میں سند تھے۔ پیدائش ۹۴۔۹۵ھ، وفات ۱۹۳ھ

طریق شعبہ :

یحییٰ۔ ابو زکریا یحییٰ بن آدم بن سلیمان اموی مولیٰ آل ابی معیط کوفی۔ کبار فقہاء و محدثین میں سے تھے۔ ابو داؤد کہتے ہیں "یگانہ روزگار امام تھے تمام علماء جرح و تعدیل توثیق و تعریف کرتے ہیں۔ ربیع الاول ۲۰۳ھ میں فم صلح میں وفات پائی۔

راوی دوم :

حفص۔ ابو عمرو حفص بن سلیمان بن مغیرہ اسدی کوفی ہیں۔ قراءت میں ثقہ، ضابط اور ثبت تھے، قراءت عاصم کے سب سے بڑے عالم تھے، کیونکہ انہوں نے امام عاصم سے متعدد بار قرآن پڑھا ہے۔ پیدائش ۹۰ھ، وفات ۱۸۰ھ

طریق حفص :

عبید۔ ابو محمد عبید بن صباح بن صبیح نہشلی کوفی۔ مقری بغدادی۔ ضابط و ثقہ تھے۔ دانی" کہتے ہیں "حفص" کے تلامذہ میں اجل و اضبط تھے" اشنائی" کہتے ہیں "متورع اور متقن تھے" ۲۳۵ھ وفات پائی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوفے کے شیخ القراء مانے گئے۔ پیدائش ۱۱۹ھ، وفات ۱۸۹ھ عمر ۷۰ سال

راوی اول:

ابوالحارث۔ لیث بن خالد مروزی بغدادی ہیں۔ آپ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ بڑی ثقاہت کے مالک ماہر فن اور قراءت کے ضابط ہوئے ہیں۔ وفات ۲۴۰ھ

طریق ابوالحارث:

محمد بن یحییٰ۔ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ مقری بغداد معروف بکسائی صغیر۔ ابوالحارث کے تلامذہ میں سے فاضل اجل شیخ کبیر۔ محقق جلیل ثقہ اور ضابط تھے۔ ۲۸۸ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

راوی دوم:

دوری۔ ابوعمر حفص بن عمر دوری وہی ہیں جن کا ذکر بدر ثالث ابو عمرو بصری کے راویوں میں آچکا ہے۔ دوری ابو عمرو بصری کے بھی راوی ہیں، اور ابوالحسن کسائی" کے بھی

(تنبیہ): حفص دو راویوں کا نام ہے۔

(۱) حفص فاضری، جو امام عاصم" کے راوی ہیں۔

(۲) حفص دوری، جو امام ابو عمرو بصری" اور امام کسائی" دونوں کے راوی ہیں۔ جب حفص بلاقید ہوں تو اس سے، مراد امام عاصم" کے راوی ہوتے ہیں، کیونکہ یہ بہ نسبت دوری کے مشہور تر ہیں اور دوری بلاقید (علی) آئیں تو امام ابو عمرو بصری" کے راوی مراد ہوں گے، نہ کے امام کسائی کے۔

طریق دوری:

ابوالفضل نصیبی۔ جعفر بن محمد بن اسد نصیبی ضریر۔ مقری"۔ دوری کے اجل تلامذہ میں سے حاذق۔ ضابط۔ نصیبین میں شیخ القراء تھے ۳۰۷ھ کے بعد اپنے وطن میں وفات پائی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فن قراءت میں تصنیفات کا سبب

قرون اولیٰ میں حفاظت قرآن کا مدار و اعتماد حفظ پر تھا، صحابہ کرامؓ و تابعین عظام قوی الحافظہ تھے، آنحضرت ﷺ سے جس طرح حاصل کیا تھا، بالکل اسی طرح حافظہ سے پڑھاتے تھے، تعلیم و تعلم اور کثرت تلاوت سے بھولنے کی صورت نہیں پیدا ہوتی تھی، مصحف عثمانیؓ کی نقلیں تمام بلاد و امصار میں پہنچ گئی تھیں۔ نیز اس پر حاشیہ و بین السطور وغیرہ کچھ لکھنا مکروہ سمجھا جاتا تھا۔ دوسری صدی تک وجوہ قراءت لکھنے کا دستور نہیں تھا، تابعین اور تبع تابعین کو اس کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ ان حضرات کو اس کی تحقیق سے انتہائی شغف تھا، طلباء متعدد شیوخ و اساتذہ سے حاصل کرتے تھے جس سے اس قدر پختگی آجاتی کہ کتابت کی ضرورت نہ رہتی۔

مگر جب غیر ضابط اور ضعیف الحافظہ طلباء نے داخل ہو کر غلطیاں کرنا شروع کیں تو ائمہ فن نے وجوہ قراءت کی تدوین ضروری سمجھی اور تصانیف کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ان تصانیف کا منشا بھی سماعی علم کو مدد پہنچانا تھا۔

قراءت، روایت، طریق اور وجہ میں فرق

اصطلاح قراء میں جو اختلاف کسی قاری، (جیسے امام نافع یا امام ابن کثیر) کی طرف منسوب ہو اس کو قراءت، اور جو اختلاف کسی راوی (جیسے قالون یا ورش) کی طرف منسوب ہو اس کو روایت اور جو اختلاف راوی کے شاگرد کی طرف منسوب ہو اس کو طریق کہتے ہیں۔ طریق راوی کے اس شاگرد کو کہتے ہیں جس سے راوی کی روایت شائع ہوتی ہے۔ مطلقاً ہر شاگرد کو طریق نہیں کہتے، اور جو اختلاف بطور تخییر کے ہو اس کو وجہ کہتے ہیں، مثلاً: بین السورتین میں اثبات "بسملہ مکی" کی قراءت، اور قالون کی روایت ہے نافع سے، اور ورش سے اصبہانی کا اور ازرق سے ابو عدی کا طریق ہے جس کو انہوں نے ابن سیف کے ذریعہ ازرق سے نقل کیا ہے اور بسملہ کی تین صورتیں: فصل کل، فصل اول وصل ثانی اور وصل کل وجوہ کہلاتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سوال خلاف واجب اور خلاف جائز میں فرق

قراءت، روایت اور طریق کے اختلافات کو خلاف واجب اور وجوہ کے اختلافات کو خلاف جائز کہتے ہیں:

سبعہ قراءت کی تکمیل کے لئے خلاف واجب کے تمام اختلافات کا پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی قراءت یا روایت یا طریق رہ جائے تو سبعہ قراءت ناقص رہے گی۔ (۱)

بخلاف، خلاف جائز کے، کہ تمام وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔ تمام وجوہ کو جمع کرنے کی ضرورت نہیں، اس سے سبعہ قراءت میں نقص لازم نہیں آتا، البتہ اگر افادہ یا استفادہ کی نیت سے جمع کرلے تو کوئی حرج نہیں۔

تنبیہ:

خلاف واجب کی صورت میں جو قراءت یا روایت یا طریق پڑھنا شروع کرے ہر جگہ اس کی پابندی ضروری ہے، ایک قراءت کو دوسری قراءت کے ساتھ یا ایک روایت کو دوسری روایت کے ساتھ یا ایک طریق کو دوسرے طریق کے ساتھ خلط کرنا جائز نہیں۔ ورنہ کذب لازم آئے گا۔

---

(۱)۔ اسی طرح اگر ایک قاری کی پوری قراءت پڑھنا چاہیں تو اس کے دونوں راویوں کی روایتوں کا پڑھنا ضروری ہے، ورنہ قراءت ناقص رہے گی۔ اسی طرح اگر کسی قاری کے صرف ایک راوی کی پوری روایت پڑھنا چاہیں تو ہر طریق کا پڑھنا ضروری ہے اگر کوئی طریق رہ جائے گا تو اس راوی کی روایت پوری نہ ہوگی، اسی طرح اگر کسی راوی کے ایک ہی طریق کو پورا کرنا چاہیں، اور اس طریق سے مختلف صورتیں ثابت ہوں، تو اس طریق کی تکمیل کے لئے ان تمام صورتوں کا پڑھنا ضروری ہے ورنہ وہ طریق پورا نہ ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(فائدہ) :

تعوذ، و تسمیہ، و ابتداء قراءت کے وصل و فصل کے وجوہ، اسی طرح وقف میں اسکان و روم و اشمام کے وجوہ، اسی طرح مد عارض، مدلین لازم و عارض میں قصر و توسط و طول کے وجوہ، نیز امام حمزہ و ہشام کے لئے مہموز پر وقف کرنے کے وجوہ یہ سب خلاف جائز ہیں۔

افراد و جمع قراءات

طرق و روایات کے الگ الگ پڑھنے کو افراد یا منفردہ اور کئی روایات اور قراءات کے یا ایک قراءت کے اکٹھا پڑھنے کو جمع کہتے ہیں۔

طریقہ افراد:

ہر امام کے ہر راوی کی روایت کو الگ الگ علی الترتیب پڑھنا، خواہ کسی وجہ میں رواۃ کا اتحاد کیوں نہ ہو۔

طریقہ جمع :

جمع قراءات میں شرعاً اختیار ہے جس کو چاہیں مقدم ومؤخر پڑھیں، مگر قراء میں معمول یوں ہے کہ جس ترتیب سے قراء و رواۃ شاطبیہ میں مرتب ہیں اسی ترتیب سے پڑھتے ہیں، اور اس کی مخالفت فن کی ناواقفی اور غلطی اور واجب استحسانی کا ترک سمجھا جاتا ہے۔

اور قراءات کو جمع کرنے کے تین طریقے مروج ہیں:

(الف) جمع وقفی :

اس کی کیفیت یہ ہے کہ سب سے پہلے قالون کی روایت پڑھنا شروع کریں، اور کسی آیت یا علامت وقف پر وقف کرکے یہ دیکھیں کہ ان کے ساتھ شروع سے آخر تک کوئی شریک ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شریک ہے تو اس سے بھی ساتھ کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فراغت ہوگئی، اب جتنے باقی رہ گئے ہیں، ان میں سے جو ترتیب میں مقدم ہے، اس کے لئے پھر وہیں سے شروع کریں، جہاں سے پہلے شروع کیا تھا اور وہیں جاکر وقف کریں جہاں پہلے وقف کیا تھا، اور پھر یہاں بھی دیکھ لیں کہ ان کے ساتھ اول سے آخر تک کوئی شریک ہے یا نہیں؟ جو شریک ہو اس سے بھی اپنے کو فارغ سمجھیں، پھر باقی میں سے جو ترتیب میں مقدم ہو، اس کے لئے بھی وہیں سے پڑھیں، غرض اسی طرح سب کے لئے پورا پڑھیں، اور جو شریک ہوتا جائے، اس کو چھوڑتے جائیں، یہاں تک کہ تمام قراء کو پورا کردیں اور یہ اہل شام کا مذہب ہے۔ محقق" کہتے ہیں "یہ مذہب اختلافات کے استحضار میں اضبط واوثق اور بلحاظ زمانہ اطول ہے"

(فائدہ):

جمع وقفی اور قراءت منفردہ میں یہ فرق ہے کہ جمع وقفی میں جن حضرات کی قراءت بوجہ شرکت و موافقت پڑھی ہوئی قراءت میں مندرج ہو جائے گی ان کے لئے دوبارہ نہ پڑھا جائے گا، اور قراءت منفردہ میں باوجود موافقت واتحاد قراءت کے کوئی مندرج نہ سمجھی جائے گی اور ہر ایک کے لئے ہر بار پڑھنا ضروری ہے۔

(ب) جمع حرفی:

اس کی کیفیت یہ ہے کہ تلاوت کے لئے پڑھنا شروع کرے، اور جب لفظ مختلف فیہ پر پہنچے تو جمیع قراء کے اختلافات کو ترتیب وار پورا کرکے آگے پڑھے، اسی طرح ہر لفظ مختلف فیہ پر پہنچ کر اسی لفظ کو لوٹاتا رہے یہاں تک کہ اس کے تمام اختلافات کو پورا کردے، اور ہر لفظ میں ترتیب کا لحاظ رکھیں (اور ہر لفظ مختلف فیہ میں سب سے پہلے اس قاری کی وجہ پڑھے جس کی وجہ اس سے پہلے لفظ میں سب کے اخیر میں پڑھی تھی تاکہ ترکیب پیدا نہ ہو)

اور اگر کہیں اختلاف دو کلموں سے متعلق ہو، جس کو خلف مرتب کہتے ہیں تو دونوں کلموں کو ملا کر اختلاف پورا کرنا واجب ہے، مثلاً (فَتَلَقّٰی اٰدَمُ) میں رفع اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نصب دونوں ہیں، لیکن موقوف ہے (کلمات) کے اختلاف ادا کرنے پر، لہٰذا جس کے لئے (اٰدَمُ) کا رفع پڑھے تو اس کے لئے (کَلِمَاتٍ) کا نصب پڑھنا ضروری ہے، اسی طرح جب (اٰدَمَ) کا نصب پڑھے تو (کَلِمَاتٌ) کا رفع پڑھنا ضروری ہے اور یہ اہل مصر کا مذہب ہے۔

محقق" کہتے ہیں "ادائے اختلافات کے لئے یہ مذہب مضبوط تر اور بروی اخذ نہایت آسان و سہل اور مختصر ہے۔ مگر اس میں رونق تلاوت اور حسن ادا باقی نہیں رہتا"

(ج) جمع الجمع یا جمع مرکب یا جمع عطفی:

اس کی کیفیت یہ ہے کہ پہلے قالون کے لئے اس موقع تک پڑھیں جس پر وقف صحیح ہو اور غور کریں کہ کون من اولہ الی آخرہ موافق ہے، اور کون کس جگہ مختلف ہے؟ اس کو یاد رکھیں (یا ابتدائے تعلیم میں بہتر یہ ہے کہ لکھ لیا جائے) جو بالکل موافق ہو، اس کی روایت سے بھی فراغت ہوئی، اور جو مختلف ہوں ان میں سے دیکھیں کہ محل وقف کے زیادہ قریب کس کا اختلاف ہے، جس کا ہو اس کے لئے محل اختلاف سے محل وقف تک پڑھیں۔ پھر باقین میں جس کا اختلاف محل وقف کے زیادہ قریب ہو اس کے لئے محل اختلاف سے محل وقف تک پڑھیں۔ غرض اسی طرح الاقرب فالا قرب پڑھتے جائیں، حتی کہ تمام اختلافات پورے ہو جائیں۔

اور اگر ایک ہی جگہ سے کئی قاریوں کا اختلاف شروع ہو رہا ہو تو اس وقت ترتیب میں جو مقدم ہو، اس کے لئے پڑھیں اور دیکھیں کہ اس کا کوئی موافق ہوا یا نہیں؟ جو موافق ہوا اس سے بھی فراغت ہوئی اور مختلفین میں سے جس کا اختلاف محل وقف کے زیادہ قریب ہو، اس کے لئے پڑھیں۔ غرض محل مختلف میں ترتیب اقرب فالا قرب اور محل واحد میں ترتیب رجال واجب ہے۔ اور اگر ایک شخص کی دو وجہ ایک کلمہ میں ہوں تو حکماً وہ دو شخص کے حکم میں سمجھا جائے گا اور دو وجہوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ دو شخصوں کی مختلف روایتوں کے ساتھ، اور ان دو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجہوں کی ترتیب بھی قراء کے نزدیک واجب استحسانی ہے، اور یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے مرکب ہے، جس کو علماء مصرو شام نے اختیار کیا ہے۔

ان مذکورہ تینوں طریقوں میں اصل تو پہلا ہی ہے، لیکن آج کل اختصار کی غرض سے جمع الجمع ہی اکثر پڑھتے ہیں، علامہ جزری" کے دور سے اکثر یہی رائج ہے۔

(فائدہ) :

اگر ان تینوں مذاہب کے سوا کوئی اور طریقہ ممکن ہو سکے، تو اس سے جمع پڑھ سکتے ہیں۔ مگر وقف وابتداء اور حسن ادا کی رعایت پیش نظر رہے اور ترکیب واہمال پیدا نہ ہو۔

جمع الجمع میں چار ضروری شرائط

(۱) خوبی وقف، کہ وقف نامناسب موقع پر نہ ہو، پس (وَمَا مِنْ إِلٰهٍ) اور (وَمَا أَرْسَلْنَاكَ) میں (إِلَّا) سے پہلے وقف کرکے وجوہ نہ پورے کرے، کیونکہ معنی نامناسب ہو جاتا ہے۔

(۲) خوبی ابتداء، کہ یہ بھی نامناسب مواقع سے نہ ہو، مثلاً (إِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ) اور (إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ) اور (إِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا) سے ابتداء نہ کرے، کیونکہ خلاف معنی کا وہم ہوتا ہے۔

(۳) حسن ادا اور تجوید کی پوری پوری رعایت اور پابندی، آج کل اس کا بالکل نہیں خیال کیا جاتا۔

(۴) قراءت میں ترکیب اور خلط نہ ہونے پائے۔

(تنبیہ) :

جس جگہ عوام اور ناواقف لوگوں کی کثرت ہو، اور قراءات سبعہ وعشرہ کے اختلافات سے لوگ واقف نہ ہوں، وہاں مناسب یہ ہے کہ روایت حفص" کے سوا دوسرے اختلافات نہ پڑھے جائیں ورنہ عوام بہ سبب اپنی ناواقفیت کے اعتقادی فتنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا ہو جائیں گے، چنانچہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ اور چیزوں میں تو اختلاف تھا ہی ان قاریوں نے قرآن میں بھی اختلاف کر دیا ہے، اور یہ قاعدہ شرعیہ ہے کہ اگر خواص کے مستحب پر عمل کرنے سے عوام کے حرام میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو خواص کے لئے اس مستحب پر عمل کرنا ممنوع ہو جاتا ہے۔

صاحب قصیدہ علامہ شاطبیؒ کے مختصر حالات

ولادت اور نام و نسب:

آپ کا اسم گرامی "قاسم" ہے اور کنیت "ابو القاسم" اور "ابو محمد" ہے، والد کا نام "فِیرُّہ" ہے۔ پس آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ "ابو القاسم بن فیرّہ ابن خلف بن احمد، رعینی، شاطبی، اندلسی" آنکھوں سے نابینا تھے۔ آپ ۵۳۸ھ کے اواخر میں "اندلس" کی بستی "شاطبہ" میں پیدا ہوئے۔

تعلیم اور مہارت علوم:

علامہ شاطبیؒ نے سب سے پہلے اپنے وطن میں ابو عبداللہ محمد بن ابی العاص نفری" سے قراءت پڑھی، پھر شہر "بلنسہ" گئے، وہاں آپ نے "تیسیر للدانی" "امام ابوالحسن علی بن ہذیل البلنسی سے پڑھی اور وہیں آپ نے علم حدیث پڑھا، نیز شیخ ابو عبداللہ محمد بن حمید سے "کتاب سیبویہ، کامل للمبرد اور ادب الکاتب لابن قتیبہ" میں مہارت حاصل کی اس کے بعد براہ اسکندریہ حج کے لئے روانہ ہوئے اور اسکندریہ کے ماہر فضلاء جیسے ابو طاہر سلفی وغیرہ سے سماع کیا۔ آپ جب قاہرہ پہنچے تو طلباء ہجوم کی صورت میں ان کے گرد جمع ہوئے، ان کے علوم و ادب سے استفادہ کے لئے بے قرار تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۷۲ھ میں علامہ شاطبیؒ مصر گئے اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے وزیر قاضی فاضل کے مہمان ہوئے، تو وزیر نے قاہرہ میں ان کے لئے بطور خاص ایک مدرسہ تعمیر کرایا، آپ اس مدرسہ فاضلیہ میں قرآن، قراءات، نحو و لغت کی تعلیم دیتے رہے۔

اس پر اتفاق ہے کہ آپ اپنے زمانہ میں قراءت و تفسیر و لغت میں امام اور حدیث کے حافظ تھے۔ قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ آپ کے حافظہ سے لوگ مسلم و بخاری کے نسخوں کی تصحیح کرتے تھے اور ان نسخوں میں الفاظ کے ساتھ آپ بکثرت علمی نکات بھی لکھواتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ نحو کے استاد اور تعبیر میں بھی ماہر تھے۔

عبادت اور عادات:

علمی توانائی کے ساتھ وہ زاہد، متورع اور اعلیٰ درجے کے متقی اور صلحاء میں سے تھے احترام علوم و ادب کا یہ عالم تھا کہ پڑھاتے وقت باوضوء پر تکلف اور عمدہ لباس میں نہایت ادب و انکساری، اور خشوع و خضوع سے بیٹھتے تھے، آپ بہت ہی بافیض تھے، مشہور مورخ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) فرماتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے ایک عالَم کو فیض پہنچایا، میں نے مصر میں ان کے بہت سے تلامذہ دیکھے ہیں۔

آپ نابینا تھے لیکن کمال درجہ کے ذہین و فہیم ہونے کے باعث نابیناؤں کی سی حرکات آپ سے ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ آپ کو اپنی حالت و طبیعت پر ضبط و صبر اس قدر تھا کہ سخت بیماری میں بھی جزع و فزع اور آہ و بکا کے بجائے، عیادت کرنے والے کے جواب میں "العافیہ" فرمادیتے۔

آپ فضول کلام سے پرہیز کرتے تھے، طلبہ کو قرآن اور علم کے سوا اور دوسری چیزوں میں غور و خوض کرنے سے منع فرماتے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصانیف :

آپ کی تصانیف میں چار مشہور قصائد ہیں، جن میں قصیدہ شاطبیہ لامیہ سب سے زیادہ مشہور ہے اور وہ قصائد یہ ہیں :

(۱) حرز الامانی ووجہ التہانی : جو "شاطبیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ قراءت سبعہ میں اہم ترین اور اساسی شمار کیا گیا ہے، تقریباً تمام عالمی مدارس عربیہ میں داخل نصاب ہے، اس میں گیارہ سو تہتر (۱۱۷۳) اشعار ہیں جس میں علامہ دانیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف (التیسیر" مع اضافہ کے نرالے طرز پر نہایت عمدگی کے ساتھ نظم کیا ہے۔

(۲) عَقِیلَةُ أَتْرَابِ الْقَصَائِدِ فِي أَسْنَى الْمَقَاصِدِ : جو "رائیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قصیدہ مصحف عثمانی کے رسم الخط میں ہے اور فن قراءت کے نصاب میں شاطبیہ کے ساتھ داخل ہے، اس کے اندر دو سو اٹھانوے (۲۹۸) اشعار ہیں جس میں علامہ دانیؒ کی کتاب "المقنع" کو نظم کیا ہے۔

(۳) نَاظِمَةُ الزُّہْرِ فِي عِلْمِ الْفَوَاصِلِ : یہ قصیدہ دو سو ستانوے (۲۹۷) اشعار میں ہے۔ اس کے اندر آیات کا شمار اور ان کا اختلاف بیان کیا ہے اور اس میں بھی علامہ دانیؒ کی کتاب "البیان فی عد آی القرآن" کو نظم کیا ہے۔

(۴) قصیدہ دالیہ : اس کے پانچ سو (۵۰۰) اشعار ہیں جس میں آپ نے ابن عبد البر کی کتاب "التمہید" کا خلاصہ کیا ہے، جو بارہ جلدوں میں تھی۔

وفات :

آپ کی وفات تقریباً ۵۳ سال کی عمر میں ۲۸ جمادی الثانی ۵۹۰ھ کو بروز اتوار بعد عصر قاہرہ میں ہوئی۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔

آپ کی نماز جنازہ علامہ ابو اسحاق خطیب جامع مسجد نے پڑھائی۔ دوسرے دن "قرافہ صغریٰ" کے مقبرہ قاضی فاضل میں مدفون ہوئے جو قاہرہ میں "جبل مُقَطَّم" کے دامن میں ہے۔ اور اب بھی آپ کی قبر مشہور و معروف ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَارْحَمْهُ مَغْفِرَةً كَامِلَةً وَرَحْمَةً وَاسِعَةً :

قصیدہ شاطبیہ اور اس کی خصوصیات

اگرچہ قراءت کو نظم میں لکھنے کے موجد ابوالحسن حصری ہیں، لیکن پوری قراءت سبعہ کو سب سے پہلے آپ نے ہی نظم کیا ہے۔ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد بھی بہت سے آئمہ فن نے قراءت پر قصائد لکھے ہیں لیکن واقعہ ہے کہ کوئی قصیدہ شاطبیہ کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکا۔

علامہ جزری" فرماتے ہیں کہ قصیدہ لامیہ کے سامنے فصحاء اور بلغاء نے گھٹنے ٹیک دیئے۔

صاحب مفتاح السعادہ طاش کبریٰ زادہ (م ۹۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ یہ وہ قصیدہ ہے جو ملکوں ملکوں اور شہروں شہروں پھیلا اور ہر زمانہ کے علماء نے اس کو قبول کیا۔

متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ شاطبیہ کے بغیر قراءت سبعہ پر کامل عبور حاصل نہیں ہو سکتا، اس عجیب و غریب قصیدہ کی خوبیوں اور لذتوں سے پوری طرح وہی حضرات واقف ہیں جو ہمیشہ اس کو پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہیں لیکن چند خوبیاں جنہیں دوسرے لوگ بھی سمجھ سکتے ہیں، یہ ہیں:

(۱) الفاظ جو استعمال کئے ہیں نہایت فصیح و بلیغ ہیں۔

(۲) تشبیہات و مجازات کو بھی استعمال کیا ہے جس سے کلام کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔

(۳) اس میں پر اثر نصیحتیں بھی ہیں۔

(۴) قرآن مجید کے الفاظ بھی جابجا آتے رہتے ہیں جس سے اس کی خوبیوں میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

(۵) قراءت بیان کر کے بہت سے مواقع میں صرفی و نحوی اعتبار سے ان کی وجہ بھی بتلاتے ہیں جو عربی طلبہ کے لئے بطور خاص مفید ہوتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(٦) چونکہ قراءت سبعہ کے تمام مسائل کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے اور مختصر الفاظ سے بہت سے مطالب نکالنے پڑتے ہیں، اس لئے یہ نظم علمی واقفیت کے ساتھ طلبہ کی عقل و فہم اور ذہانت میں بھی نمایاں ترقی کا باعث ہوتی ہے اور صرفی و نحوی استعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

مشکلات:

مندرجہ بالا خصوصیات کے ساتھ ساتھ یہ قصیدہ بعض وجوہ سے مشکل بھی ہے۔ مثلاً:-

(۱) زبان بہت فصیح اور اونچی ہے۔
(۲) ایسی لغات کا استعمال کیا ہے جو عموماً فن کی کتابوں میں نہیں ہے۔
(۳) خاص اصطلاحات اور رموز سے کام لیا ہے
(۴) کئی کئی مذاہب کو ایک ایک دو دو شعروں میں بیان کیا ہے۔
(۵) ایک مذہب بیان کرکے دوسرا قاری کے فہم پر چھوڑ دیا ہے۔
(٦) بعض جگہ کلمہ قرآنی کے تلفظ کو کافی سمجھ کر حرکات ضبط نہیں کی ہیں۔

شروحات:

قصیدہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آئمہ فن نے ہر دور میں اس کی جانب خصوصی اعتناء کیا اور یہی وجہ ہے کہ اس کے پچاس کے قریب شروح و حواشی اور تکملے لکھے گئے۔ اس کی عربی شروحات میں سے:

(۱) كَنْزُ الْمَعَانِي شَرْحُ حِرْزِ الْأَمَانِي: از علامة برهان الدين ابراهيم بن عمر جعبری (م ۷۳۲ھ) یہ سب سے بہتر اور محققانہ شرح ہے۔ مگر ابھی تک مخطوط ہے۔

(۲) إِبْرَازُ الْمَعَانِي مِنْ حِرْزِ الْأَمَانِي: از علامة ابو شامة عبد الرحمن بن اسماعیل دمشقی (م ٦٦٥ھ) یہ کافی مبسوط اور علمی مقام میں ممتاز شرح ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳) إِرْشَادُ الْمُرِيدِ إِلَى مَقْصُودِ الْقَصِيدِ: از شیخ علی محمد ضباع۔

(۴) الْوَافِي فِي شَرْحِ الشَّاطِبِيَّةِ: از شیخ عبدالفتاح قاضی آخری دونوں شرحیں مختصر ہیں مگر گرانقدر ہیں۔ اور ان سب میں نفیس اور جامع ترین شرح:

(۵) شرح الشاطبیۃ: از شیخ ملا علی بن سلطان قاری (م ۱۰۱۴ھ) جو قارئین کو دیگر شروح سے بے نیاز کر دینے والی شرح ہے۔ جس کے مضامین جعبری اور ابو شامہ کی شروح سے ماخوذ ہیں۔

قصیدہ کی اردو شروحات میں سے:

(۶) عنایات رحمانی: از حضرت المقری فتح محمد پانی پتی" یہ تین ضخیم جلدوں میں نہایت گرانقدر ہے۔

(۷) أمانیۃ شرح شاطبیۃ: از حضرت الشیخ قاری اظہار احمد تھانوی، یہ مختصر مگر فہم شاطبیہ کے لئے عمدہ شرح ہے۔

رموز و اصطلاحات کا بیان

قراء اور رواۃ کے ناموں کے بجائے اختصاراً ان کے لئے "اَبجد" کے حروف استعمال کئے ہیں، اس طرح کہ ان حروف کے سات کلمے تین تین حرفی ہیں، جن کی ترتیب یہ ہے "اَبَجْ۔ دَهَزْ۔ حُطِّي۔ كَلِمْ۔ نَصَعْ۔ فَضَقْ۔ رَسَتْ" یہ حروف بھی اکیس ہیں اور قراء و رواۃ کے نام بھی اکیس ہیں، ان حروف کو ترتیب وار ناموں پر تقسیم کرلو، اس طرح پر کہ ہر کلمہ کا پہلا حرف اماموں کی رمز ہوگا اور باقی دو حرف ان کے بالترتیب دو راویوں کے لئے رمز ہو جائیں گے۔ مثلاً: "اَبَجْ" کا ہمزہ امام نافع اور "ب" راوی قالون، اور "ج" راوی ورش کے لئے رموز ہوں گے۔ اسی طرح باقی کو بھی سمجھ لیجئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رموز کی مرموزین پر تقسیم

عدد	کلمات رمزیہ	حروف رمزیہ		تشریح مرموزین
۱-	اَبَجْ	ا	نافع مدنی	امام اول
		ب	قالون	راوی اول
		ج	ورش	راوی ثانی
۲-	دَهَزْ	د	ابن کثیر مکی	امام ثانی
		ھ	بزی	راوی اول
		ز	قنبل	راوی ثانی
۳-	حُطِّی	ح	ابو عمرو بصری	امام ثالث
		ط	دوری بصری	راوی اول
		ی	سوسی	راوی ثانی
۴-	کَلِمْ	ک	ابن عامر شامی	امام رابع
		ل	ہشام	راوی اول
		م	ابن ذکوان	راوی ثانی
۵-	نَصَعْ	ن	عاصم کوفی	امام خامس
		ص	شعبہ	راوی اول
		ع	حفص	راوی ثانی
۶-	فَضَقْ	ف	حمزہ کوفی	امام سادس
		ض	خلف	راوی اول
		ق	خلاد	راوی ثانی
۷-	رَسَتْ	ر	کسائی کوفی	امام سابع
		س	ابو الحارث	راوی اول
		ت	دوری کسائی	راوی ثانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رموز کی تین قسمیں ہیں:

(۱) رمز حرفی مفرد:

جو ایک ایک قاری یا ایک، ایک راوی کے لئے ہو، اور یہ "ابج" سے "زست" کی تا، تک اکیس رموز ہیں، جو نقشہ میں گزر چکی ہیں۔

(۲) رمز حرفی مرکب

جو ایک ایک حرف سے کئی کئی قاری مراد ہوں اور وہ "ثخذ۔ ظغش" کی چھ رموز ہیں۔ اور یہ دونوں قسم کی رموز ہر جگہ کلمہ کے شروع میں آئیں گی۔

(۳) رمز کلمی

وہ آٹھ ہیں: (صحبۃ۔ صحاب۔ عم۔ سما۔ حق۔ نفر۔ حرمی۔ حصن) ان میں پورا کلمہ رمز بنتا ہے۔

اس طرح کل رموز پینتیس (۳۵) ہو جاتی ہیں، جن میں سے رموز حرفیہ کے ستائیس (۲۷) حروف ہیں اور واؤ کو دو مسئلوں میں جدائی کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ رہا الف سو وہ چونکہ کلمہ اول میں آ ہی نہیں سکتا، اس لئے اس کو رمز نہیں بنایا۔ اسطرح حروف "اباجاد" انتیس (۲۹) مکمل ہوئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رموز حرفیہ مرکبہ اور رموز کلمیہ کے نقشے

کلمات رمزیہ مرکبہ	حروف رمزیہ مرکبہ	مرموزین	کلمات رمزیہ کلیہ	مرموزین
ثخذ	ث	کوفیین (عاصم، حمزہ، کسائی)	صُحْبَة	شعبہ، حمزہ، کسائی
	خ	نافع کے علاوہ بقیہ قراء	صِحَاب	حفص، حمزہ، کسائی
	ذ	شامی و کوفیین	عَمَّ	نافع، ابن عامر
ظغش	ظ	مکی و کوفیین	سَمَا	نافع، ابن کثیر، ابو عمرو
	غ	بصری و کوفیین	حَقّ	ابن کثیر، ابو عمرو
	ش	حمزہ و کسائی	نَفَر	ابن کثیر، ابو عمرو، ابن عامر
			حِرْمِی	نافع، ابن کثیر
			حِصْن	کوفیین و نافع

تنبیہ نمبر ۱:

رموز کا استعمال عموماً نظم میں تنگی اور عدم گنجائش کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اگر کہیں نظم میں نام لانے کی گنجائش ہوگی وہاں قاری کا نام یا کنیت یا نسبت یا ضمیر بھی لے آئیں گے، لیکن یاد رہے کہ ایک مسئلہ میں رموز اور صریح نام جمع نہ ہوں گے۔

تنبیہ نمبر ۲:

اگر کسی قاری یا راوی کے لئے مخصوص مذہب اور قواعد کلیہ ہوں گے، تو اس کے لئے صراحت کے ساتھ باب قائم کر کے اس کا نام ضرور لیا جائے گا۔ تاکہ بخوبی اس کی وضاحت ہو سکے کہ یہ کلیہ اس کا ہے، اور اس تصریح سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس قاری کے اس باب میں اگر کوئی رمزیہ حرف آ بھی جائے گا تو اسے رمز نہ بنایا جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہاں اگر اس قاری کا بیان ختم ہو کر اوروں کا شروع ہو جائے گا تو پھر حروف رمزیہ کو رمز بنالیا جائے گا۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی دوسرا قاری کسی قاعدہ میں اس کے موافق ہوگا یا اسی جیسا کوئی مذہب رکھتا ہوگا تو اس کو کبھی رمز سے بیان کریں گے اور کبھی نام سے

(فائدہ):

کبھی حسن کلام کے لئے یا کافیہ کو پورا کرنے کی غرض سے رمز مکرر لائی جائے گی۔ جس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) مفرد رمز مکرر ہو۔ جیسے (حُلاً حَلاَ۔ انفال نمبر۱۰) اس صورت میں پہلی کو رمز بناتے ہیں اور دوسری زائد ہوتی ہے۔

(۲) کسی قاری کے لئے مفرد رمز بھی آرہی ہو اور وہی قاری مرکب رمز میں بھی شامل ہو۔ جیسے (سَمَا العُلیٰ۔ بقرہ نمبر۹۹) پس نافع (سَمَا) میں بھی ہے اور (العُلاَ) کا ہمزہ بھی انہیں کی رمز ہے۔ تو اس صورت میں صرف مرکب کو رمز قرار دے کر مفرد کو زائد سمجھنا چاہیے۔

رمز حرفی اور کلمی کے اجتماع کا بیان

اگر کسی جگہ کلمی اور حرفی دونوں قسم کی رمزیں جمع ہو جائیں، جن کی تین صورتیں ہیں:

(۱) پہلے کلمی ہو پھر حرفی جیسے (نَعَم فَتًی۔ نساء نمبر۱۹)

(۲) پہلے حرفی ہو پھر کلمی جیسے (صَفَا حَقٌّ غَیبِ۔ آل عمران نمبر۳۸)

(۳) کلمی دو حرفی رمزوں کے درمیان ہو، جیسے (صَفْوُ حِرمِیِّ رِضًی۔ بقرہ نمبر۷۰)

تو ان تینوں صورتوں میں دونوں قسم کی رمزیں اپنے اپنے مفہوم پر رہیں گی، یعنی کلمی سے کلمی والے اور حرفی سے حرفی والے قاری مراد ہوں گے، لیکن اگر حرفی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والا کلمی والوں میں بھی آرہا ہو تو وہاں حرفی کو رمزنہ بنانا اور یہ سمجھ لینا کہ یہ حرفی رمز شعری ضرورت یا کلام کی تحسین کی غرض سے مکرر آگئی ہے (جیسا کہ فائدہ میں بیان ہو چکا ہے) جیسے (إِذْ سَمَا كَيْفَ عُوِّلَا - بقرہ نمبر ٦٦) چونکہ یہاں (إِذْ) کے ہمزہ والے نافع (سَمَا) میں بھی آرہے ہیں اس لئے اس ہمزہ کو زائد سمجھیں گے۔

قصیدہ شاطبیہ سے قراءات نکالنے کے طریقے

اس کے لئے چار طریقے ہیں:

(۱)۔ قید (۲)۔ ضد (۳)۔ تلفظ (۴)۔ اطلاق، ان کی تفصیل (اضداد، باب استغناء اور باب اطلاق) میں آئے گی۔

اضداد کا بیان

جہاں دو وجہیں باہم متضاد ہوں گی وہاں اختصار کی غرض سے ایک ضد کو بیان کیا جائے گا۔ پس قراء مذکور کے لئے وہ وجہ ہو جائے گی اور دوسروں کے لئے اس کی ضد ہوگی، ایسا جوازاً ہے نہ کہ وجوباً جہاں گنجائش ہوگی وہاں دونوں بیان کی جائیں گی جیسے (وَلَٰكِنْ خَفِيفٌ وَالشَّيَاطِينَ رَفْعُهُ كَمَا شَرَطُوا وَالْعَكْسُ نَحْوُ سَمَا الْعُلَى) (البقرہ: ۳۰)

اور جس جگہ دوسری قراءت ضد سے نہیں نکل سکتی وہاں دونوں کا بیان کرنا ضروری ہوگا۔ جیسے (أَوْصَىٰ بِوَصَّىٰ كَمَا اعْتَلَا) (بقرہ: ۴۲)

اور جب دونوں قراءتوں کا تلفظ کیا جائے تو پھر قیود کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس اگر کسی جگہ بیان کردی جائیں تو وہ بیان مزید وضاحت کے لئے ہوگا۔

اور کل ضدیں اڑتیس (۳۸) ہیں، جن کے انیس (۱۹) جوڑے ہیں اور وہ یہ ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عدد	ضدین		عدد	ضدین		عدد	ضدین	
۱	مد	قصر	۸	تذکیر	تانیث	۱۵	فتحہ	کسرہ
۲	اثبات	حذف	۹	غیبت	خطاب	۱۶	نصب	جر
۳	فتحہ	امالہ و تقلیل	۱۰	تخفیف	تشدید	۱۷	جزم	رفع
۴	ادغام	اظہار	۱۱	جمع	توحید	۱۸	ضمہ	فتحہ
۵	ہمزہ	تخفیف	۱۲	تنوین	ترک تنوین	۱۹	رفع	نصب
۶	نقل	عدم نقل	۱۳	تحریک	اسکان			
۷	اختلاس	اتمام حرکت	۱۴	نون	یاء			

ان انیس (۱۹) جوڑوں کی پھر دو قسمیں ہیں:

(۱) عقلی یعنی جو عقل سے سمجھی جاتی ہیں یہ ۱۳ جوڑے ہیں۔ جو نمبر ا سے نمبر ۱۳ تک میں مذکور ہیں۔

(۲) دوسری قسم اصطلاحی ہے جو ناظم کی مقرر کردہ ہیں یہ نمبر ۱۴ تا نمبر ۱۹ ان چھ جوڑوں میں ہیں۔ یہ عقلی نہیں ہیں۔ کیونکہ مضارع میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جزم کی ضد بجائے رفع کے نصب ہو۔ اسی طرح متکلم کے نون کی ضد بجائے یاء کے تاء ہو۔ برخلاف نمبرا عقلی۔ تو سب کو معلوم ہے کہ مد کے معنی کھینچنے کے ہیں۔ اس کی ضد ہے نہ کھینچنا جسے قصر کہا جاتا ہے اور باقی بارہ کو بھی اسی طرح سمجھ لو۔

پھر ان دونوں کی دو دو قسمیں ہیں:

(۱) مطرد:

جن میں صرف ایک طرف سے مقابلہ ہو اور یہ وہ ضدیں ہیں جو نمبر ۱۷ تا نمبر ۱۹ میں مذکور ہیں۔ پس مضارع میں جزم بول کر دوسروں کے لئے ضد سے رفع تو مراد لیا جائے گا لیکن جب رفع بولیں گے تو دوسروں کے لئے جزم کے بجائے نصب مراد ہوگا اور اسی طرح مذکورین کے لئے ضمہ بول کر دوسروں کے لئے فتحہ تو مراد ہوگا لیکن فتحہ بول کر دوسروں کے لئے ضمہ کے بجائے کسرہ مراد لیں گے۔ اور اسی طرح جب رفع بیان کریں گے تو ضد سے دوسروں کے لئے نصب تو مراد ہوگا لیکن نصب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بول کر دوسروں کے لئے رفع کے بجائے جز مراد لیں گے۔ پس معلوم ہو گیا کہ ان میں صرف ایک طرف سے مقابلہ ہے۔

(۲) مطرد اور منعکس:

جن میں مقابلہ دونوں طرف سے ہو۔ اور یہ وہ ضدیں ہیں جو نمبر ا تا نمبر ۱۶ ان سولہ (۱۶) جوڑوں میں مذکور ہیں مثلاً مد بول کر دوسروں کے لئے قصر اور قصر بول کر دوسروں کے لئے مد اور مضارع میں متکلم کا نون بول کر دوسروں کے لئے غیبت کی یا اور یا بول کر دوسروں کے لئے نون مراد لیا جائے گا اور باقی چودہ جوڑوں کو بھی اسی طرح سمجھ لو۔

(فائدہ):

ضدوں کے پانچ جوڑے اور ہیں جن کو ناظم نے باب الفرش میں استعمال کیا ہے اور وہ یہ ہیں:

عدد	ضدین		عدد	ضدین		عدد	ضدین	
۱	ترقیق	تفخیم و تغلیظ	۳	قطع	وصل	۵	استفہام	اخبار
۲	تقدیم	تاخیر	۴	اعجام	اہمال			

تمام ضدوں کی مزید توضیح

(۱) مد و قصر:

(۱): مد اس کے دو معنی ہیں نمبر (۱) کسی کلمہ میں حرف مد کا زیادہ کرنا نمبر (۲) حرف مد کو اس کی اصلی مقدار سے زیادہ کرنا۔

(۲): قصر اس کے بھی دو معنی ہیں نمبر (۱) حرف مد کا حذف کر دینا نمبر (۲) حرف مد کو اس کی اصلی مقدار پر رکھنا۔ لیکن باب المد نمبر ۱۳ میں قصر توسط کے معنی میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کو طول کی نسبت سے قصر کہہ دیا ہے۔

(۲) اثبات و حذف:

(۱) اثبات: کسی حرف کا زیادہ کر دینا۔

(۲) حذف: کسی حرف کا کم کر دینا۔

(۳) فتحہ اور امالہ و تقلیل:

(۱) فتحہ: آواز کا درست اور سیدھا رکھنا یعنی زبر اور اس کے بعد کے الف کو امالہ کے بغیر پڑھنا۔

(۲) امالہ: زبر کو زیر کی اور الف کو یا کی طرف زیادہ مائل کرنا۔ تقلیل: زبر کو زیر اور الف کو یا کی طرف کم مائل کرنا۔

(۴) ادغام و اظہار:

(۱) ادغام: دو حرفوں سے دوسرے حرف جیسا ایک مشدد حرف بنا لینا اور اس کی دو قسمیں ہیں نمبر۱ صغیر جس میں مدغم پہلے سے ساکن ہو، نمبر۲ کبیر جس میں مدغم کو ساکن کر کے ادغام کیا جائے۔

(۲) اظہار: دونوں حرفوں کو جدا جدا پڑھنا۔

(۵) ہمزہ اور اس کی تخفیف:

نمبر۱ ہمزہ: کے تین معنی ہیں نمبر(۱) تحقیق یعنی سختی سے پڑھنا۔ نمبر(۲) ہمزہ کو اس حرف علت کی جگہ لے آنا جو خود ہمزہ کی یا اس سے پہلے حرف کی حرکت کے مناسب ہو۔ نمبر(۳) زیادت یعنی ہمزہ زیادہ کرنا۔

نمبر(۲) تخفیف: اور یہ ضد ہے تحقیق کی جو تین طرح ہوتی ہے۔ نمبر(۱) تسہیل سے نمبر(۲) ابدال سے نمبر(۳) حذف سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۶) نقل و عدم نقل:

(۱) نقل: ہمزہ کی حرکت اس سے پہلے ساکن کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دینا۔

(۲) عدم نقل: ہمزہ کو بلا نقل پڑھنا۔

(۷) اختلاس و اتمام حرکت:

(۱) اختلاس: حرکت کا ایک تہائی حذف کر کے دو تہائی ادا کرنا۔

(۲) اتمام: حرکت کو پورا پورا ادا کرنا۔

(۸) تذکیر و تانیث:

(۱) تذکیر: ماضی کے واحد غائب کے آخر سے تا جدا کر کے اور مضارع کے اول میں یا لا کر صیغہ کو مذکر کے لئے بنا دینا۔

(۲) تانیث: ماضی کے واحد غائب کے آخر میں اور مضارع کے اول میں تا لا کر مونث کے لئے بنا دینا۔

(۹) غیبت و خطاب:

(۱) غیبت: مضارع کے اول میں یا لا کر غائب کا صیغہ بنا دینا۔

(۲) خطاب: مضارع کے اول میں تا لا کر حاضر کا صیغہ بنا دینا۔

اور تحقیق یہ ہے کہ غیبت کی ضد حضور ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں: نمبر۱ خطاب نمبر۲ تکلم۔ لیکن چونکہ غیبت و خطاب کا اختلاف زیادہ جگہ واقع ہوا ہے اس لئے ان دونوں کو تو ضدین قرار دیا ہے اور خطاب و تکلم کا خلاف کم جگہ آیا ہے۔ اس لئے اس کو حذف و اثبات سے بیان کر دیا۔

(۱۰) تخفیف و تشدید:

(۱) تخفیف: حرف کو تشدید سے خالی کر دینا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) تشدید یا تثقیل: حرف کو تشدید والا بنا دینا۔

(۱۱) جمع و توحید:

(۱) جمع: صیغہ کا دو سے زیادہ کے لئے بنا دینا۔

(۲) توحید: صیغہ کو ایک کے لئے بنا دینا۔

(۱۲) تنوین و ترک تنوین:

(۱) تنوین: اسم کے آخر میں صرف تلفظ میں نون زیادہ کر دینا۔ اور اسی لئے تنوین کو مجازاً نون اور ترک تنوین کو دون نون اور بلا نون بھی کہہ دیتے ہیں۔

(۲) ترک تنوین: اس کے آخر سے اس نون کو حذف کر دینا۔

(۱۳) تحریک و اسکان:

(۱) تحریک: ساکن کو حرکت دینا۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تحریک بلا قید: یعنی جس میں صرف کہا گیا ہو کہ "اس ساکن کو حرکت دو" اس کا ذکر نہ ہو کہ کون سی حرکت۔ تو اب ساکن کو فتحہ کی حرکت دی جائے گی۔

(۲) تحریک مع قید: یعنی جس میں حرکت کی بھی تعین ہو کہ کسرہ کی ہو یا ضمہ کی۔ تو وہاں کسرہ اور ضمہ کی حرکت دی جائے گی اور تحریک بلا قید ہو یا مع قید دونوں کی ضد اسکان ہی ہے۔

(۲) اسکان: متحرک کو ساکن کر دینا یہ دونوں طرح کی تحریک کی ضد ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسکان بلا قید: اس کی ضد فتحہ کی حرکت ہے۔

(۲) اسکان مع قید: اس کی ضد وہ ہوگی جو قید سے ظاہر ہوگی۔

(۱۴) نون اور یا:

نمبر۱، نمبر۲ یہ دونوں مضارع کے حروف علامات میں سے ہیں جب کسی کے لئے قراءت بالنون بولی جائے گی تو دوسروں کے لئے قراءت بالیاء سمجھنا چاہیے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس طرح جب کسی کے لئے قراءت بالیا بولی جائے گی تو دوسروں کے لئے یا کی ضد سے نون نکل آئے گا۔ اور غیر مضارع میں یا کے ساتھ قید لگا دیتے ہیں تاکہ یاء سے دوسروں کے لئے نون کا شبہ نہ ہو جیسے (وَلِی النَّآءِ یَآءُ نَشَاءَ۔ بقرہ نمبر ۴۶)

(۱۵) فتحہ و کسرہ:

یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر کسی قاری کے لئے بالفتح کہا گیا تو دوسروں کے لئے بالکسر سمجھنا چاہیے۔ وبالعکس، لیکن جب فتحہ اور کسرہ کے ساتھ کوئی قید لگی ہوئی ہو تو وہاں دوسری قراءت وہ ہوتی ہے جو قید سے نکلتی ہے۔

(۱۶) نصب و جر:

یہ دونوں معرب کی حرکتوں پر بولے جاتے ہیں ہر ایک دوسرے کی ضد ہے۔

(۱۷) جزم و رفع:

(۱) جزم: مضارع کے واحد غائب یا حاضر یا جمع متکلم کے آخری حرف کو ساکن کر دینا۔

(۲) رفع: مضارع کے یا اسم کے آخری حرف کو ضمہ دینا اور جب مضارع میں رفع کہیں گے تو اس کی ضد نصب ہو گا نہ کہ جزم۔ نتیجہ یہ کہ جزم اور رفع صرف مطرد میں اور جس جگہ رفع کی ضد جزم ہوتا ہے وہاں جزم کی قید لگا کر لاتے ہیں۔

(۱۸) ضمہ و فتحہ:

(۱) ضمہ: اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) بلاقید اور اس کی ضد فتحہ ہے (۲) ضمہ مع القید۔ اس کی ضد وہ ہو گی جو قید سے نکلے گی۔

(۲) فتحہ: اس کی ضد کسرہ ہو گا نہ کہ ضمہ

(۱۹) رفع و نصب:

(۱) رفع: اس کی بھی دو قسمیں ہیں اور اسم اور فعل دونوں میں آتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱) رفع بلا قید اس کی ضد نصب ہے۔ (۲) رفع مع قید۔ اس کی ضد وہ ہوگی جو قید سے ظاہر ہوگی۔

(۲) نصب: اس کی ضد جر ہوگا نہ کہ رفع

(فائدہ):

ان انیس (۱۹) جوڑوں میں سے (جزم اور رفع۔ ضمہ اور فتحہ۔ رفع اور نصب) یہ تینوں جوڑے صرف مطرد ہیں۔ ان میں سے پہلی تو مذکور ہوتی ہے اور دوسری ضد سے نکلتی ہے مذکور نہیں ہوتی۔ اور باقی سولہ جوڑوں میں دونوں میں سے ہر ایک مذکور بھی ہوتی ہے اور ضد سے بھی نکلتی ہے۔

(فائدہ):

ضدوں کے ان پانچ جوڑوں کی تفصیل جن کو ناظم نے باب الفرش میں استعمال کیا ہے۔

(۱) ترقیق اور تفخیم و تغلیظ:

(۱) ترقیق: را اور لام کو باریک پڑھنا۔

(۲) تفخیم: را اور تغلیظ: لام کو پر پڑھنا۔

(۲) تقدیم و تاخیر یا قلب تحویلی:

یعنی کلمات یا حروف کی ترتیب بدل کر پہلے کو دوسرے کی اور دوسرے کو پہلے کی جگہ لے آنا۔

(۳) قطع و وصل:

(۱) قطع: کلمہ کو ہمزہ قطعی مفتوح سے پڑھنا۔

(۲) وصل: کلمہ کو ہمزہ وصلی سے پڑھنا۔

اور وصل جمع کے میم میں صلہ کا واؤ، اور ہاء کنایہ میں صلہ کی یا، اور واؤ زیادہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے اور اس کی ضد اس صلہ کا ترک ہے اور وصل سکتہ وقف کے مقابلہ میں بھی آتا ہے۔

(۴) اعجام و اہمال:

(۱) اعجام: بے نقطہ والے کو نقطہ والا کر دینا۔

(۲) اہمال: نقطہ والے کو بے نقطہ کر دینا۔

(۵) استفہام و اخبار:

(۱) استفہام: کلمہ کو دو ہمزوں والا کر دینا۔

(۲) اخبار: کلمہ کو ایک ہمزہ والا بنا دینا۔

(فائدہ):

کوفیین بنائی اور اعرابی حرکات کے ناموں میں کوئی فرق نہیں کرتے اور بصریین فرق کے قائل ہیں۔ ناظم اختصار کی غرض سے بنائی حرکات کو (فتحہ، کسرہ، ضمہ) سے اور اعرابی حرکتوں کو (نصب، جر یا خفض اور رفع) سے تعبیر کرتے ہیں۔ چونکہ اعرابی حرکات کلمہ کے اخیر ہی میں آیا کرتی ہیں اس لئے حرکت کا نام لیتے ہی سننے والا خود سمجھ جاتا ہے کہ یہ حرکت آخری حرف کو دی جائے ناظم کو بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

کلمہ قرآنیہ مختلف فیہا کے بیان کا طریقہ

ترتیب بیان:

پہلے کلمہ قرآنیہ لائیں گے۔ پھر اس کی قیود (حرکات، سکون، تشدید وغیرہ) کو بیان کریں گے۔ پھر اس کے قاریوں کی رمزیں لائیں گے۔ پھر اس کے بعد واؤ فاصل آئے گا۔ اور باب الاظہار والادغام میں (اِذْ۔ قَدْ۔ تانیث کی تا اور ھَلْ، بَلْ) کے ذکر میں دو واؤ لائیں گے۔ جن میں سے پہلا ادغام کے حروف اور رموز میں اور دوسرا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رموز اور آئندہ مسئلہ میں جدائی کرنے کے لئے ہوگا۔

حاصل یہ کہ کسی بھی مسئلہ کے بیان میں عموماً چار چیزیں ہوں گی (۱) کلمہ قرآنی مختلف فیہا (۲) قید (۳) قاری یا راوی، بصورت رمز یا بصورت اسم صریح (۴) واؤ فاصل۔

(تنبیہ):

یہ ترتیب وہیں ملحوظ ہوگی جہاں رموز حرفی مثل "اَبَجْ" یا "ثَخَذْ" میں سے کوئی رمز استعمال ہوئی ہو۔ لیکن اگر کہیں قاری کا نام یا رمز کلمی استعمال ہوئی (برابر ہے کہ وہ اکیلی ہو یا رمز حرفی کے ساتھ ہو) تو وہاں یہ ترتیب ضروری نہیں ہوگی۔ بلکہ قاری کے نام اور رمز کلمی کو کسی جگہ کلمہ قرآنی سے پہلے اور کسی جگہ بعد میں استعمال کریں گے۔

پس اس تنبیہ سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) حرفی رمز جب اکیلی ہوگی تو ہمیشہ کلمہ قرآنیہ کے بعد آئے گی۔

(۲) کلمی رمز کلمہ قرآنی سے پہلے اور بعد دونوں طرح آجائے گی اور اس کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

(۱) کلمہ قرآنی اور قراءت کے بیان دونوں سے پہلے ہو۔

(۲) دونوں کے بعد ہو۔ نمبر (۳) یہ کہ دونوں کے درمیان ہو۔

(۳) حرفی رمز کلمی کے ساتھ ہوگی تو وہ بھی اس کے تابع ہو کر دونوں طرح استعمال ہوگی۔

(۴) اسم ظاہر کلمہ قرآنی سے مقدم اور موخر دونوں طرح آسکتا ہے۔

واؤ فاصل:

واؤ فاصل حرفی اور کلمی دونوں قسم کی رموز کے بعد یہ بتانے کے لئے لایا جائے گا کہ اب پہلا مسئلہ ختم ہوگیا ہے اور دوسرا شروع ہوتا ہے اور اگر کہیں دو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مثالوں کو بغیر واؤ فاصل کے بیان کرنے سے مخاطب کو کوئی شبہ نہ ہو گا۔ وہاں دونوں قسم کی رموز کے بعد اکثر جگہ تو واؤ لائیں گے۔ اور بعض جگہ ضرورت نہ ہونے کا خیال کرکے واؤ کو ترک بھی کردیں گے۔ جیسے (وَیُنْبِتُ نُونٌ صَحَّ یَدْعُونَ عَاصِمٌ۔ نحل نمبرا) یہاں شبہ نہ ہونے کے سبب (یَدْعُونَ) واؤ کے بغیر لائے ہیں۔ کیونکہ (یُنْبِتُ) میں ابوبکر کے لئے یا کے بجائے نون بیان کیا ہے اور وہ (یَدْعُونَ) میں ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ (نَدْعُونَ) کوئی بھی صیغہ نہیں۔

(باب استغناء:

کلمہ قرآنی کے بعد اس کی قیود (حرکات، سکون، تشدید وغیرہ) کو وہیں بیان کریں گے جہاں اس کے بغیر مقصد ظاہر نہ ہو سکے۔ لیکن جہاں کہیں وزن شعر ہی سے کلمہ قرآنی کی قراءت صحیح سمجھ میں آجائے گی یا رسم عثمانی سے ہٹ کر اس لفظ کو ملفوظی شکل میں لکھا گیا ہو گا تو وہاں صرف اس کلمہ کا تلفظ کردیں گے، قید نہیں بیان کریں گے۔ جیسے (وَحَمْزَةُ أَسْرٰى فِی أُسْرٰى بقرہ نمبر۲۲) یہاں دونوں قراءتوں میں قیود بیان نہیں کی گئیں۔ تلفظ ہی سے سمجھی گئی ہیں۔

باب اطلاق:

یعنی بعض کلمات ایسے آئیں گے جہاں دو ضدوں میں سے کسی ایک کا بھی ذکر نہ ہو گا۔ بلکہ صرف کلمہ قرآنی اور اس کے قاریوں کا ذکر ہو گا اور یہ ایک نہایت مختصر اصطلاح ہے، جو کہ منحصر ہے تین قسم کی ضدوں میں: نمبرا رفع اور نصب نمبر۲ تذکیر و تانیث نمبر۳ غیبت اور خطاب۔

بس جو کلمہ بلا قید آئے، اگر اس میں رفع اور نصب کا احتمال ہو تو مذکور قاریوں کے لئے رفع سمجھیں اور غیر مذکور کے لئے نصب۔ اور اگر اس کلمہ میں یا تذکیر اور تاء تانیث کا احتمال ہو تو مذکورین کے لئے یا سمجھ لینا اور غیر مذکورین کے لئے تا اور اگر اس کلمہ میں یاء غیبت او تاء خطاب کا احتمال ہو تو مذکورین کے لئے یاء غیبت سمجھیں اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غیر مذکور کے لئے تاء خطاب۔

اور اس قاعدہ کی بالکل آسان تقریر اس طرح ہے کہ اس باب کا جو کلمہ بلا قید آئے اگر وہ اسم ہو تو اس میں مذکورین کے لئے رفع اور دوسروں کے لئے نصب ہوگا۔ اور اگر وہ کلمہ فعل ہو تو اس میں مذکورین کے لئے یاء تحتانیہ اور دوسروں کے لئے تاء فوقانیہ ہوگی۔

باب استغناء اور باب اطلاق میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ استغناء میں کلمہ کا صرف ایک قراءت پر تلفظ کرنے سے وزن صحیح رہتا ہے اور اطلاق میں دونوں طرح تلفظ سے وزن برابر رہتا ہے۔ مثال باب استغناء کی (وَمَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ رَاوِ بِهِ نَاصِرُهُ ام القرآن نمبرا) مثال باب اطلاق کی (وَكُلٌّ كَفَىٰ) ہے، کہ اول میں بالالف میں وزن صحیح رہتا ہے، برخلاف ثانی کے کہ لام کو مرفوع پڑھیں یا منصوب وزن برابر رہتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"